بسم الله الرحمٰن الرحیم

شب برأت کا روزہ

شرعی حیثیت مع التحقیق

مولف

مولانا عبد الرحمٰن بنہرا

صالحپور، کٹک، اڑیسہ، انڈیا

M.Abdur Rahman Banahara

Mob :- 8908939343, 8917306637

YouTube Par Channel Subscribe Zaroor Karen

یوتوب پر ہمارا چینل سبسکرائب ضرور کریں

مولانا عبد الرحمٰن بنہرا، صالحپور کٹک، اڑیسہ، انڈیا

M.Abdur Rahman

Banahara,Salepur,Cuttack,Orissa,India

8908939343

8917306637

MARB Deeni Malumaat | AbdurRahmanBanahara

M_A_R_BANAHARA | 08908939343 | DEENI_MASAAIL

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اتباعہ الی یوم الدین

امابعد!

۱۵ شعبان المعظم جسے شب برأت کہتے ہیں اس دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟ اس روزے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟اس دن روزہ رکھنے کے متعلق جو حدیث پیش کی جاتی ہے اسکی کیا حقیقت ہے؟ بعض کا کہنا ہے کہ وہ موضوع ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ موضوع نہیں ہے تو سوال یہ اٹھتا ہے کہ واقعی میں وہ حدیث کس درجہ کی ہے؟ ان شاء اللہ میں مدلل انداز میں واضح کرونگا، سب سے پہلے میں اس روایت کو پیش کرونگا جو شب برأت کے روزے کے متعلق ہے پھر ایک ایک راوی پر گفتگو کرونگا پھر حقیقت واضح کرونگا ان شاء اللہ،

الحدیث :- عن علی ؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۳۸۸، الترغیب والترھیب رقم الحدیث ۱۵۲۱، شعب الایمان للبیھقی رقم الحدیث ۳۴۵۲)

ترجمہ :- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ۱۵ شعبان آئے تو اسکی رات میں عبادت کرو اور اسکے دن میں روزہ رکھو (ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۴۸۸، الترغیب والترھیب رقم الحدیث ۱۵۲۱، شعب الایمان للبیھقی رقم الحدیث ۳۴۵۲)

اب ہم اس حدیث کی سند پہ نظر ڈالتے ہیں

۱ : پہلا راوی

حسن بن خلال :- اس راوی کی روایت بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، اور ابن ماجہ شریف میں موجود ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ راوی بالکل صحیح ہے ثقہ ہے، نیز امام بن شیبہ فرماتے ہیں کان ثقۃ ثبتا یعنی یہ ثقہ ہے (تہذیب التہذیب ۲/۳۰۳) امام نسائی ثقہ فرماتے ہیں (تہذیب التہذیب ۲/۳۰۳) خطیب بغدادی فرماتے ہیں کان ثقہ حافظا (تہذیب التہذیب ۲/۳۰۳) حافظ ابراہیم فرماتے ہیں حسن بن خلال بہت بڑے بزرگ ہیں (سیر اعلام النبلاء ۱/۳۹۸) ابن حبان ان کا ذکر ثقات میں کرتے ہیں (تہذیب التہذیب ۲/۳۰۳) لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ حسن بن خلال ثقہ راوی ہے

۲ : دوسرا راوی

عبد الرزاق بن ھمام صنعانی :- اصحاب ستہ نے آپ سے روایت لی ہے یعنی اس راوی کی روایت بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں موجود ہے، سفیان ثوری، اوزاعی، معمر اور مالک بن انس جیسے اکابر علما محدیثین سے انہوں نے علم حاصل کیا ہے یعنی یہ لوگ آپ کے اساتذہ ہیں، اور امام احمد بن حنبل، اسحاق راہویہ، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور احمد بن صالح جیسے عظیم محدیثین کے استاذ ہیں، لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ راوی

یعنی عبد الرزاق بن همام صنعانی ثقہ راوی ہیں

۳ : تیسرا راوی

ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرہ :- یہ وہ راوی ہے جس پر علماء نے کلام کیا ہے جسکی وجہ اس حدیث بعض حضرات نے موضوع کہا ہے اس ان شاء اللہ ہم تفصیلی محاکمہ اخیر میں کرینگے،

٤ : چوتھا راوی

ابراہیم بن محمد :- اس راوی کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر صدوق من السادسۃ (تقریب التہذیب ۲۳) اس راوی سے امام ترمذی نے ترمذی شریف میں، امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور امام نسائی نے مسند علی میں روایت لی ہے نیز اس راوی کا تذکرہ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اور امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں کیا مگر کسی نے جرح نہیں کی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ راوی بالکل صحیح ہے یعنی ثقہ راوی ہے،

۵ : پانچواں راوی

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر :- آپ حضرت علی کے بھتیجے عبداللہ کے صاحبزادے ہیں لہذا آپ تابعی ہوئے، امام بخاری نے آپ سے بخاری شریف میں تعلیقاً روایت لی ہے، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے آپ سے روایت لی ہے، امام ابن حبان اور عجلی نے ثقہ قرار دیا ہے (تہذیب الکمال ۲۷/۱۹۷) حافظ ابن حجر نے کہا مقبول من الرابعۃ (تقریب التہذیب ۳٤۱) لہذا یہ بات واضح ہوگئی آپ ثقہ راوی ہیں،

٦ : چھٹے راوی

عبداللہ بن جعفر :- یہ جلیل القدر صحابی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالی ان کے بھتیجے ہیں

٧ : ساتویں راوی

حضرت جعفر بن ابی طالب :- آپ جلیل القدر صحابی ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالی ان کے حقیقی بھائی ہیں جو غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے،

آٹھویں راوی :

حضرت علی بن ابی طالب :- آپ محتاج تعارف نہیں

ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ

اب آیئے تیسرا راوی ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرہ جس کے بارے میں ہم نے کہا تھا آخیر میں محاکمہ کرینگے، سب سے پہلے ہم اس راوی کی توثیق نقل کرتے، امام ذہبی ابن سبرہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بہت بڑے فقیہ اور عراق کے قاضی ہیں الفقیہ الکبیر قاضی العراق (سیر اعلام النبلاء ٧/٢٣٠) امام ابوداؤد فرماتے ہیں کان مفتی اہل المدینہ (سیر اعلام النبلاء ٧/٢٣٠) امام مالک سے سوال کیا گیا کہ مدینہ کے مشائخ میں سے اب کون باقی رہ گئے ہیں انہوں نے چار کا نام لیا ان میں سے ایک ابن ابی سبرہ ابھی تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ابن سبرہ کو مدینہ کے مشائخ میں شمار کرتے ہیں (سیر اعلام النبلاء ٧/٣٣١) معصب بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ وہ قریش

کے علماء میں سے ہیں اور منصور نے انہیں قاضی بنایا ہے کان من علماء قریش و ولاہ المنصور القضاء (تہذیب الکمال ٣٣/١٠٤) امام محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ ابن ابی سبرہ بہت زیادہ علم والا سماعت اور روایت والا ہے کان کثیر العلم و السماع والروایۃ (تہذیب الکمال ٣٣/١٠٦) ابن ابی سبرہ نے بڑے بڑے علماء سے محدثین سے علم حاصل کیا ہے مثلا عطاء بن ابی رباح، عبداللہ بن ہرمز، زید بن اسلم، ہشام بن عروہ اور شریک بن عبداللہ وغیرہ یعنی یہ لوگ ابن ابی سبرہ کے استاذ ہیں اور بڑے بڑے محدثین نے ابن ابی سبرہ سے علم حاصل کیا ہے مثلا جریج، ابو عاصم، محمد بن عمر واقدی، عبد الرزاق بن ہمام صنعانی اور عبداللہ بن ولید وغیرہ یعنی یہ لوگ ابن ابی سبرہ کے شاگرد ہیں،

لہذا ابن ابی سبرہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ جھوٹا تھا حدیث گھڑتا تھا یہ غلط ہے رہی وہ بات کہ جن لوگوں نے اسے جھوٹا یا واضع الحدیث کہا ہے اس کی کیا حقیقت ہے آیئے اس پر ایک نظر ڈالتے ہیں،

☀️ جن لوگوں نے ابن ابی سبرہ کو واضع الحدیث یا متروک الحدیث کہا ہے وہ جرح مبہم ہیں یعنی ایسی جرح کہ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یعنی ان لوگوں نے صرف جرح کر دی ہے وجہ نہیں بتائی ہے کہ کس وجہ سے انہوں نے اسے حدیث گھڑنے والا آیا جھوٹا وغیرہ کہاں ہے ان لوگوں نے اس کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کی ہے لہذا یہ جرح مبہم ہیں اور محدثین کا اصول ہے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا

☀️ جن لوگوں نے ابن ابی سبرہ کو واضع الحدیث یا متروک الحدیث کہا ہے وہ بعد کے حضرات ہیں یعنی ابن ابی سبرہ جس زمانے کا تھا اس زمانے میں کسی نے اس پر واضع الحدیث یعنی حدیث گھڑنے والا یا متروک الحدیث نہیں کہا ہے بلکہ اس زمانے کے علماء نے ابن ابی سبرہ کو مشائخ عرب میں شمار کیا ہے جیسا کہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اور جو الزام ابن ابیؒ سبرہ پر لگایا گیا ہے وہ بعد کے لوگوں نے لگایا ہے جو ابن ابی سبرہ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے لہذا ان کا یہ الزام لگانا مردود ہے،

☀️ ابن ابی سبرہ مفتی تھے اور قاضی تھے اسی لئے مفتی اور قاضی ہونے کے لیے عادل صادق اور عالم ہونا ضروری ہے لہذا ابن ابی سبرہ پر واضع الحدیث یا متروک الحدیث کا الزام لگانا سراسر غلط ہے،

☀️ امام بخاری نے ابن ابی سبرہ کو ضعیف قرار دیا اور آپ جانتے ہیں ضعیف اور واضع الحدیث ہونے میں محدثین کے نزدیک زمین و آسمان کا فرق ہے نیز امام بزار نے لین الحدیث کہ انہیں یعنی وہ بھی واضع الحدیث نہیں کہہ رہے ہیں جس سے پتہ چل رہا ہے کہ ابن ابی سبرہ واضع الحدیث اور متروک الحدیث نہیں ہے،

☀️ اور امام ذہبی فرماتے ہیں کہ وہ قوت حافظہ کے اعتبار سے ضعیف ہے یعنی وھو ضعیف الحدیث من قبل حفظہ جس سے پتہ چل رہا ہے کہ ابن ابی سبرہ جو ضعیف ہیں وہ حفظ کے اعتبار سے ہی عدالت کے اعتبار

سے نہیں،

☀ بعض محدثین کے نزدیک مفتی اور قاضی ہونا عیب میں شمار ہوتا تھا اسی بنا پر وہ جرح کر دیتے تھے،

☀ علامہ عراقی نے ابن ماجہ کی اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ اسنادہ ضعیف کے اس کی سند ضعیف ہے (اتحادۃ السادہ ۳/۷۰۶) یعنی وہ بھی اس حدیث کو موضوع قرار نہیں دے رہے ہیں بلکہ ضعیف قرار دے رہے ہیں اور علما جانتے ہیں کہ موضوع اور ضعیف میں آسمان کا فرق ہے،

☀ غیر مقلد کے عالم قاضی شوکانی نے ابن ماجہ کی اسی حدیث کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ ضعیف حدیث ہے یعنی وہ بھی اس حدیث کو موضوع قرار نہیں دے رہے ہیں (الفوائد المجموع ۵۱)

☀ ابن ماجہ میں جتنی موضوع احادیث ہیں محدثین نے ان احادیث کو موضوع بتا دیا ہے لیکن کسی بھی امام اور حافظ الحدیث نے ابن ماجہ کی اس روایت کو ابن ماجہ کی موضوعات میں شامل نہیں کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے،

☀ ابن ماجہ کی اس حدیث میں ابن ابی سبرہ کے علاوہ کوئی بھی راوی ضعیف نہیں ہے اور ابن ابی سبرہ جو ضعیف ہے وہ بھی کس وجہ سے میں نے واضح کر دی ہے،

☀ ابن ماجہ کی یہ روایت جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے

موضوع نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے جن لوگوں نے اسے موضوع کہا ہے وہ اپنی تحقیق دوبارہ کر لیں

☀️ جمہور علماء اور محدثین کے نزدیک ضعیف حدیث جب صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو تو حجت بھی ہے اور فضائل میں پیش کی جا سکتی ہے

☀️ اب میں کتابوں کے وہ حوالہ جات پیش کرتا ہوں جن میں شب برات کے روزے کو مستحب قرار دیا گیا ہے (فتاویٰ عزیزی ۵۰۶، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ٦/٥٠٠، فتاویٰ محمودیہ ۱۳/٤١٥)

اب یہ بات واضح ہوگئی کہ پندرہ شعبان یعنی شب برات کا روزہ مستحب ہے بعض حضرات اسے سنت سمجھ رہے ہیں یہ ان کی غلطی ہے سنت نہیں بلکہ مستحب ہے اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں ہے بلکہ ضعیف حدیث سے ہے اور ضعیف حدیث پر عمل کرنا فضائل میں جمہور کے نزدیک جائز ہے اسی لئے آپ 15 شعبان یعنی شب برات کا روزہ بلا تردد رکھیں اللہ تعالی ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

تمت بالخیر

مولانا عبد الرحمٰن بنھرا

صالحپور، کٹک، اڑیسہ، انڈیا

Mo :- 8908939343, 8917306637